مواعظ اختر نمبر ۱۹

تاثیرِ صحبتِ اہل اللہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۃ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com

تاثیرِ صحبتِ اہل اللہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

www.hazratmeersahib.com

به فیضِ صحبتِ ابرارؔ یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے

بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنہ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: تاثیرِ صحبتِ اہل اللہ

نامِ واعظ: محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج المِلّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجدد دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ وعظ: ۱۵ محرم ۱۴۰۵ء مطابق ۱۱/۱۰/ اکتوبر ۱۹۸۴ء

مقام: خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشنِ اقبال کراچی

موضوع: اللہ تعالیٰ کی محبت کا درد

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات	صفحہ نمبر

تاثیرِ صحبتِ اہل اللہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ

اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ○

(سورۃ الزمر، آیت:۵۳)

اہل اللہ سے مستغنی رہنے والوں کی مثال

جو کلی ابھی نا شگفتہ ہے یعنی کِھلی ہوئی نہیں ہے، اس کی خوشبو نہ خود اس پر ظاہر ہے، نہ چمن پر ظاہر ہے، خود اُسے بھی یہ خبر نہیں ہے کہ میرے اندر کیا دولت ہے لیکن جب نسیم سحری آتی ہے، اس کو اپنی آغوش میں لیتی ہے، دو تین دفعہ جھنجھوڑتی ہے، کچھ مجاہدہ کراتی ہے پھر تھوڑی دیر بعد اس کی پنکھڑیاں کِھل جاتی ہیں اور اس کی خوشبو باہر آجاتی ہے، تب اس کلی پر اپنی دولت کا انکشاف ہوتا ہے اور اہلِ چمن بھی اُس کی خوشبو سے مست ہوجاتے ہیں۔ اب وہ کلی پھول بن کر جدھر سے گذرتی ہے، اس گلی کے رہنے والے بھی اُس کی خوشبو سے لطف اٹھاتے ہیں اور خود وہ کلی بھی اپنی خوشبو سے مست رہتی ہے۔ اگر اس کلی کو تکبر، خود بینی اور بڑائی مانع ہوجائے اور وہ یہ کہہ دے کہ ہمیں نسیمِ سحری کی ضرورت نہیں ہے، ہم اپنے اوپر نسیمِ سحری کے احسان کو نہیں لینا چاہتے تو تجربہ یہ ہے کہ وہ کلی ساری زندگی نا شگفتہ رہے گی، اپنی خوشبو کی امانت کو لے کر مرجھا

جائے گی، فنا ہوجائے گی، نہ خود اسے اپنی خوشبو کا علم ہوگا نہ دوسروں کو اس کی خوشبو کا علم ہوگا، نہ اُس کی خوشبو اُس کے لئے مفید ہوگی نہ دوسروں کے لئے مفید ہوگی۔

علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے سیرت پر ایک کتاب سیرت النبی لکھی ہے، سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد اور بڑے زبردست سیرت نگار تھے۔ تو شبلی کالج میں میرا بیان تجویز ہوا، اس وقت کالج کے تمام پروفیسر وہاں موجود تھے لہٰذا ان کے سامنے میں نے علامہ شبلی کا ہی شعر پیش کیا۔

بوئے گل سے یہ نسیمِ سحری کہتی ہے
حجرۂ غنچہ میں کیا کرتی ہے آ سیر کو چل

یعنی کلیوں کی خوشبو سے نسیمِ سحری یہ اعلان کررہی ہے کہ کب تک حجرہ میں بند رہوگی، میری صحبت اٹھالو تو تمہاری خوشبو باہر آجائے گی، سیر کرے گی اور میری وجہ سے تم خود بھی اپنی دولت سے واقف ہوگی اور دوسروں کو بھی خبر مل جائے گی۔

دوستو! ہماری یہ روحیں جو آسمان سے آئی ہیں، ہر روح کے اندر اللہ کی محبت کی خوشبو ہے، مگر یہ کلیاں ناشگفتہ ہیں، جب انہیں نبوت کی نسیمِ سحری مل جاتی ہے تو یہی صحابی بن کر مہک جاتے ہیں اور جب نبی دنیا سے تشریف لے جاتے ہیں تو یہی کام علیٰ سبیل نیابت یعنی بطورِ نائبین کے اولیاء اللہ سے لیا جاتا ہے اور اہل اللہ کی صحبت سے روحوں کی کلیاں اللہ تعالیٰ کی محبت کی خوشبو سے واقف ہوجاتی ہیں اور وہ خوشبو دوسروں تک بھی پہنچ جاتی ہے۔

اللہ کے راستے کا گرد و غبار بھی سامانِ مغفرت ہے

میں جب آزاد کشمیر گیا تو وہاں میرے ایک دوست تھے پروفیسر نسیم، وہاں کے بڑے معزز اور بہت ہی قابل شخص تھے۔ انہوں نے مجھ سے

تربیت و اصلاح کا تعلق قائم کیا، تو جب مجھے پنڈی پہنچانے آنا تھا تو کہنے لگے کہ میرے کپڑے کچھ میلے ہیں مجھے نہیں پتہ تھا کہ میں پنڈی تک آپ کو پہنچانے جاؤں گا لہٰذا اگر اجازت ہو تو ایک میل پر میرا گاؤں ہے میں وہاں سے کپڑے بدل کر آجاؤں تو میں نے کہا بھئی! آج جمعہ کا دن نہیں ہے، آپ کو کوئی رشتہ تلاش نہیں کرنا ہے جو کپڑے ہیں اسی حالت میں چلے چلو، اللہ کے راستہ کی تو گرد وغبار سے بھی مغفرت کے سامان تیار ہوتے ہیں۔

مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم میرے شیخ و مرشد اللہ کے دین کو پھیلانے کے لئے دس دس میل تک کے مضافات اور گاؤں کے سفر کیا کرتے تھے، اور وہاں جا کر اللہ کے دین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو پھیلاتے تھے، نماز روزے کی طرف بلاتے تھے، اللہ کی طرف بلاتے تھے۔ تو مقتدیٰ حسن علوی بچپن میں مولانا شاہ ابرار الحق صاحب کے یہاں پڑھتے تھے، انہوں نے مجھ سے خود بیان کیا کہ جب ہم طالبِ علموں کے پاؤں پر گرد لگتی تھی تو چونکہ ہم لکھنؤ کے رہنے والے تھے اور لکھنؤ کی نزاکت تو مشہور ہی ہے لہٰذا جب ہم اس گرد کو رومال سے صاف کرنے لگتے تو مولانا شاہ ابرار الحق صاحب منع کرتے تھے کہ یہ اللہ کے راستہ کا گرد وغبار ہے اس کو مت جھاڑو، اس کو صاف مت کرو، اس کو لگنے دو، یہ مغفرت کا سامان ہے، دوزخ کی آگ حرام ہو رہی ہے، یہ اللہ کے راہ کا گرد وغبار ہے، جہاں دین پھیلتا ہے وہاں کی مٹی بھی قیمتی ہوتی ہے۔

حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ میں داخل ہوتے تھے اور مدینہ قریب آجاتا تھا تو اپنی اونٹنی پر بیٹھے ہوئے آپ اپنی چادر مبارک کو اپنے جسم مبارک سے الگ فرما لیتے تھے، چادر کو اتار کر رکھ لیتے تھے اور صحابہ سے فرماتے تھے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ مدینے کی مٹی میرے جسم پر لگ جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ کیوں محبوب تھا؟

اس لئے کہ مدینہ والوں نے دین پھیلانے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت کی، دین پھیلانے میں مدد کی، آپ کو مکہ سے مدینہ لے گئے اور اپنی جان و مال اور اولاد کو آپ پر قربان کیا تب اسلام پھیلا۔ اس لئے وہاں کی مٹی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت عزیز تھی۔

مؤمن کی دلجوئی کرنا بھی سنت ہے

اسی وجہ سے میں نے ان سے کہا کہ بھئی! یہ دین کا کام ہے، آپ مجھ سے تعلق رکھتے ہیں، تربیت کا جو لمحہ بھی مل جائے اس کو غنیمت سمجھنا چاہیے، آپ اسی لباس میں چلے چلیں تو اس وقت پروفیسر نسیم صاحب کے لئے میرے دو اشعار موزوں ہوئے یعنی دو شعر بن گئے ؎

جانے نہ دیا باغ سے بادِ نسیم کو
پکڑا گلوں نے اس طرح دامن نسیم کا

کیونکہ بادِ نسیم کا کلیوں پر احسان تھا، کلیوں کا شگفتہ ہونا، ان کی خوشبو کا اُجاگر ہونا، انہیں بادِ نسیم کی صحبت سے یہ فیضان ملا تو پھر وہ اس محسن کو آسانی سے کیسے چھوڑ دیتے۔ جو اپنے محسن کو آسانی سے چھوڑ دے وہ بہت ہی ناشناسِ احسان ہے، جس سے انسان کو دینی فائدہ پہنچے تو اس سے تغافل نہیں کرنا چاہیے، اگر کوئی وجہ ہو تو اطلاع کرنی چاہیے کہ میں اس وجہ سے نہیں آسکا یا اتنے دن تک نہیں آسکتا۔

تو میرا یہ شعر اس وقت موزوں ہوا کیونکہ ان کا نام نسیم تھا لہٰذا اس میں ان کی دلجوئی بھی ہوگئی اور یہ بھی ایک سنت ہے۔ جب حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جو یہود کے علماء میں سے تھے اسلام کی تلاش میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور نبوت کی شناخت کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی مجلس میں حاضری دی کہ آیا یہ نبی ہیں یا نہیں؟ یہ ابھی اسلام نہیں لائے تھے، تو فرماتے ہیں کہ جب

میں پہلی مجلس میں حاضر ہوا تو پہلا جملہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ مبارک سے یہ نکلا:

((أَفْشُوا السَّلَامَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ))

(سنن الترمذی، کتاب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله رقم الحديث: ۲۴۸۵)

سلام کو پھیلاؤ اور یتیموں کو، مسکینوں کو، دوستوں کو، اعزا و اقربا کو کھانا کھلاؤ اور راتوں کو اٹھ کر نماز پڑھو جب لوگ سو رہے ہوں ۔

غفلت میں ہر اک شخص پڑا ہوتا ہے
عالم ہے کہ بے لاگ پڑا سوتا ہے
اے دوست! مگر رات کے سناٹے میں
لے لے کے ترا نام کوئی روتا ہے

اولیاء اللہ کو صبح سے ہی رات کا انتظار ہوتا ہے تاکہ تہجد میں اپنے رب سے مناجات کی لذت حاصل کریں۔ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ۔

وعدہ آنے کا شبِ آخر میں ہے
صبح سے ہی انتظارِ شام ہے

آخرِ شب آسمانِ دنیا پر اللہ تعالیٰ کی خاص تجلی نازل ہوتی ہے

تہجد کے وقت آسمانِ دنیا پر اللہ تعالیٰ کی خاص تجلی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ آدھی رات کے بعد آسمانِ دنیا پر عرش سے نزول فرماتے ہیں اور یہ اعلان ہوتا ہے:

((هَلْ مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَأَغْفِرَ لَهُ))

(مسند احمد، مسند ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ)

کیا ہے کوئی مغفرت مانگنے والا کہ میں اس کو بخش دوں؟ حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ صوفیاء اس وقت کو غنیمت سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے عرش سے ساتویں آسمان پر نزول

فرمائیں اور ہم پڑے سوتے رہیں، کوئی معزز مہمان آئے اور اس سے ملاقات کے لئے اس کا استقبال بھی نہ کریں، لہٰذا فرمایا۔

وعدہ آنے کا شبِ آخر میں ہے
صبح سے ہی انتظارِ شام ہے

تو پہلا شعر تو میں نے اُن کو یہ پیش کیا کہ۔

جانے نہ دیا باغ سے بادِ نسیم کو
پکڑا گلوں نے اس طرح دامن نسیم کا

اور دوسرا شعر بھی اُسی وقت موزوں ہوا کیونکہ وہ کہہ رہے تھے دوسرے کپڑے بدل لوں تو میں نے کہا کہ۔

خوشبو گلوں کی تیری قبا پر نثار ہے
بادِ نسیم زینت جامہ کی فکر چھوڑ

کیونکہ پھولوں کو یہ احساس ہے کہ اگر بادِ نسیم مجھے اپنی آغوشِ صحبت میں لے کر فیض نہ پہنچاتی تو میری کلیاں ناشگفتہ رہتیں، مرجھا کر فنا ہو جاتیں، اور ہم ایک عظیم الشان دولت سے محروم رہتے لہٰذا سارے پھول کہہ رہے ہیں۔

خوشبو گلوں کی تیری قبا پر نثار ہے
بادِ نسیم زینت جامہ کی فکر چھوڑ

یعنی تمہیں ظاہری لباس کی فکر کیا ہے۔

ہر مؤمن کی روح میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا درد ہوتا ہے

اسی کو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ناف ما بر مہر خود ببریدہ اند

جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو دائی بچہ کی ناف کاٹتی ہے، ناف ایک رگ ہوتی ہے جس

سے بچہ کا ماں سے تعلق رہتا ہے یعنی ماں کا خونِ حیض اُسی نالی کے ذریعہ بچہ کو پہنچتا ہے اور بچہ بڑھتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ پورے نو ماہ کا ہو جاتا ہے۔ پھر جب بچہ پیدا ہو جاتا ہے تو نرسیں، دائیاں اس ناف کو کاٹ دیتی ہیں کہ اب تم ماں کی اُس غذا سے محروم ہو گئے ہو، اب تمہارا عالم بدل گیا ہے، اس عالم میں تمہیں دوسری غذا ملے گی۔ تو مولانا رومی فرماتے ہیں کہ جب میری ناف کاٹی گئی یعنی جب مجھے اللہ نے وجود بخشا تو اس شرط پر وجود بخشا کہ ؎

ناف ما بر مہر خود ببریدہ اند

دردِ خود در جانِ ما کاریدہ اند

یعنی اپنی محبت اور وفاداری کی شرط پر تمہاری ناف کو کاٹ کر تمہیں دنیا میں پیدا کر رہا ہوں تاکہ وہاں میرے بن کر رہنا، اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کا درد میری روح میں رکھ کر پھر مجھے دنیا میں بھیجا ہے ؎

نہیں ہوں کسی کا تو کیوں ہوں کسی کا

اُنہیں کا اُنہیں کا ہوا جا رہا ہوں

اللہ تعالیٰ کی محبت کا درد کب محسوس ہوتا ہے؟

تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر انسان کی روح میں اللہ تعالیٰ اپنی محبت کے درد کی خوشبو رکھ کر، ان کی جانوں کی کلیوں میں اپنی محبت کے درد کی خوشبو رکھ کر دنیا میں پیدا کرتے ہیں لیکن دنیا میں اُن کو نسیمِ سحری کی ضرورت ہے اور اہل اللہ کی روحیں نسیمِ سحری کا کام کرتی ہیں۔ انبیاء اور اولیاء اللہ کی جانوں کی صحبتیں اس امانت کو اُجاگر کر دیتی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہماری جانوں میں رکھی ہے۔

جیسے پہلوان کا درد پُروا ہوا میں تیز ہو جاتا ہے، وہ کہتا ہے کہ آج کل

پُروا ہوا چل رہی ہے لہٰذا دس بیس سال پہلے جب جوانی میں درخت سے گرے تھے تو وہ چوٹ آج اُبھر آئی ہے، پُروا ہوا نے میرے درد کو اُبھار دیا ہے۔ جب پُروا ہوا میں جسمانی درد کو اُبھارنے کی خاصیت ہے تو اللہ والوں کی اور بزرگانِ دین کی صحبتوں میں بھی اللہ کے درد کو اُبھارنے کی صلاحیت اور تاثیر موجود ہے۔ خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ اپنے شعر میں بیان کرتے ہیں کہ ؎

دل ازل سے تھا کوئی آج کا شیدائی ہے
تھی جو اِک چوٹ پرانی وہ اُبھر آئی ہے

یعنی دل آج ہی اللہ کا عاشق نہیں ہوا ہے، اللہ تعالیٰ نے تو اپنی محبت کی خوشبو ہماری جانوں میں عالمِ ازل میں رکھی تھی لیکن اہل اللہ کی صحبتوں نے اس کو اُجاگر کر دیا۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حکیم الامت کی صحبتوں سے مجھے کیا ملا؟ ؎

نقشِ بتاں مٹایا دِکھایا جمالِ حق
آنکھوں کو آنکھیں دل کو میرے دل بنا دیا
آہن کو سوزِ دل سے کیا نرم آپ نے
نا آشنائے درد کو بسمل بنا دیا
مجذوبؔ در سے جاتا ہے دامن بھرے ہوئے
صد شکر حق نے آپ کا سائل بنا دیا

دوستو! خواجہ صاحب گریجویٹ تھے، انگریزی داں تھے مگر اللہ والوں کی صحبتوں سے ان سے علماء تک بیعت ہوئے۔ جامعہ اشرفیہ لاہور کے مفتی جمیل احمد تھانوی نے انہیں اپنا مصلح اور شیخ بنایا تھا، بڑے بڑے علماء ان سے اللہ کی محبت سیکھتے تھے، یہ وہ دولت ہے جو صحبت ہی سے ملتی ہے۔ دیسی آم اگر لاکھ تقریریں

سن لے لیکن اس کو لنگڑے آم کی قلم نہ لگے تو بتلاؤ! دیسی آم لنگڑا آم بن سکتا ہے؟ ایسے ہی اللہ والوں کے دل سے جو دیسی دل پیوند کھا جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے وہ تگڑے دل ہو جاتے ہیں، لنگڑے دل تگڑے دل ہو جاتے ہیں، لنگڑا آم نام کا تو لنگڑا ہے، لیکن اسے کھا کر لنگڑے دوڑنے لگتے ہیں، یہ عجیب معاملہ ہے کہ نام تو لنگڑا ہے یعنی جس کی ٹانگ کمزور ہو، مگر چالیس دن اس لنگڑے کو لنگڑا آم کھلاؤ اور دودھ پلاؤ پھر دیکھو اس میں اتنے وٹامن آئیں گے کہ کودتا ہوا چلے گا، اُس کا لنگڑا پن دور ہو جائے گا۔ اب پتہ نہیں کہ اس کا نام لنگڑا آم کیوں رکھا گیا ہے۔ میں اس کی وجہ تسمیہ نہیں سمجھ سکا کہ اس کا نام لنگڑا کیوں ہے؟

دعا سوءِ قضا کو حسنِ قضا سے بدل دیتی ہے

میں کافی عرصہ سے وعدہ کر رہا تھا کہ آپ لوگوں کو بخاری شریف کی حدیث کا درس اور ایک دو خاص واقعے بیان کروں گا، آج اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اس کا موقع آگیا، اس وقت انہیں بیان کرنے کی توفیق ہو رہی ہے۔ خدائے تعالیٰ مدد فرمائے اور وقت میں برکت عطا فرمائے۔

دعا کی برکت سے قسمتیں بدل جاتی ہیں۔ میں الفاظِ نبوت عرض کر رہا ہوں، پہلی حدیث بخاری شریف کی ہے کہ:

((لَا يَرُدُّ الْقَضَآءَ اِلَّا الدُّعَآءُ))

(سنن الترمذی، کتاب القدر عن رسول اللہ ﷺ، ج ۲، ص ۳۵)

نہیں رد کر سکتی اللہ کے فیصلہ کو کوئی چیز مگر دعا۔ دعا میں اللہ تعالیٰ نے وہ تاثیر رکھی ہے کہ اللہ تعالیٰ سوءِ قضا کو حسنِ قضا سے تبدیل فرما دیتے ہیں۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا سکھائی ہے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ جَهْدِ الْبَلَآءِ وَدَرْكِ الشَّقَآءِ وَسُوْٓءِ الْقَضَآءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَآءِ))

(صحیحُ البخاری، کتابُ القدر، باب من تعوذ باللّٰہ، ج:۲، ص:۹۷۹)

اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو کہ اے اللہ! ہمیں زیادہ مشقتوں سے جس سے انسان موت کی تمنا کرنے لگے بچایئے اور دَرْكِ الشَّقَآءِ بدبختی کے پکڑ لینے سے اور سوءالقضا سے ہمیں محفوظ فرمایئے۔

صراطِ مستقیم پر قائم رہنے کی دعا

اب ایک دعا اور ہے جو ترمذی شریف کی ہے۔عمران ابن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک صحابی ہیں، اسلام لانے سے قبل ان کے والد کی حضور ﷺ سے ملاقات ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے والد سے دریافت فرمایا کہ تم کتنے خداؤں کو مانتے ہو؟ چونکہ وہ صحابی کے باپ تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر نظرِ عنایت فرمانا چاہتے تھے۔کبھی بیٹے کی وجہ سے باپ پر اور باپ کی وجہ سے بیٹے پر نظرِ عنایت ہوجاتی ہے۔تو انہوں نے عرض کیا کہ میں سات خداؤں کو مانتا ہوں۔ چھ خدا زمین کے ہیں اور ایک خدا آسمان کا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم کو کس خدا سے زیادہ محبت ہے؟ زمین کے چھ خداؤں سے یا آسمان والے ایک خدا سے؟ تو انہوں نے کہا کہ جو آسمان والا خدا ہے ہم کو سب خداؤں سے زیادہ ان سے محبت ہے۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بس اسی ایک خدا کو پکڑ لو اور بہت سے خداؤں سے ناطہ توڑ کے اسلام قبول کرلو۔ اگر تم نے اسلام قبول کرلیا تو میں تمہیں ایک عظیم الشان دولت عطا کروں گا۔ کچھ دن کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کا سینہ کھول دیا اور وہ اسلام لے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے

اورعرض کیا مَا وَعَدْتَّنِیْ جووعدہ آپ نے مجھ سے کیا تھا آپ پورا کردیجئے، اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دولت بخشی:

((اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ))

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء فی جامع الدعوات، ج:۲، ص:۱۸۶)

اَعِذْنِیْ بابِ افعال سے اعاذ یُعیذ کا امر ہے۔ تو اگر آپ لوگ اس دعا کو یاد کرلیں اور چلتے پھرتے پڑھتے رہیں تو ان شاء اللہ آپ کا قدم استقامت اور سیدھی راہ سے گمراہی کی طرف نہیں جانے پائے گا، اگر جائے گا تو توفیقِ توبہ سے اللہ تعالیٰ پھر درست فرمادیں گے۔ کیوں؟ اب میں آپ کو اس کی وجہ بتاتا ہوں۔

گمراہی کے دو اسباب

گمراہی کے دو ہی سبب ہوتے ہیں یا تو علم نہ ہو، ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ اس کو راستہ نہیں معلوم، اس کو ایئر پورٹ کی طرف جانا تھا اور وہ کلفٹن کی طرف جارہا ہے۔ اور ایک ہے کہ راستہ تو معلوم ہے مگر نفس کی شرارت سے مغلوب ہے، صحیح علم حاصل ہے مگر نفس کی شرارت سے مغلوب ہے۔ بتاؤ بھئی! یہ دو ہی باتیں ہوتی ہیں جب انسان گناہ میں مبتلا ہوتا ہے، اللہ کا صحیح راستہ چھوڑ دیتا ہے، سینما، وی سی آر، ٹی وی، ریڈیو، سڑکوں پر نامحرم عورتوں کو شہوت کی نظر سے دیکھنا، جھوٹ بولنا، غیبت کرنا۔ اور کبھی تو انسان سمجھتا ہے کہ یہ غیبت ہے لیکن کبھی علم ہی نہیں ہوتا حالانکہ غیبت زِنا سے بڑا گناہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

((اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا))

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الاداب، باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم، ص:۴۱۵)

غیبت زنا سے شدید گناہ ہے۔ صحابہ نے پوچھا کیوں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیونکہ جب تک جس کی غیبت کی ہے وہ معاف نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ بھی نہیں معاف کریں گے۔ یہ حقوق العباد ہے اور دوسرا جو نامناسب کام یعنی

زنا ہے تو اللہ سے استغفار کرنے کے بعد اُس کی معافی ہو جائے گی۔

تو گمراہی کی دو وجہ ہیں، ایک تو علم نہیں ہے، اور ایک یہ کہ علم تو ہے مگر نفس کی شرارت کی وجہ سے انسان گناہوں میں پڑ جاتا ہے تو یہ دعا پڑھنے سے ان شاء اللہ دین پر استقامت رہے گی۔

آنکھ بند کرنے پر ایک شخص کو حضرت والا کی تنبیہ لطیف

آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ بیان آنکھ بند کر کے مت سنو۔ میں جانتا ہوں کہ آپ آنکھ بند کر کے مجھ پر توجہ ڈال رہے ہیں، میں آپ کی توجہ کا ضرورت مند ہوں لیکن آنکھیں بند کرنے سے توجہ بہت تیز ہو جاتی ہے، میں بے ہوش ہو کر گر جاؤں تو کیا ہوگا؟ پھر سب محروم ہو جائیں گے لیکن توجہ آنکھیں کھول کر ڈالیے، آنکھ کھولنے سے توجہ ہلکی رہتی ہے، وہ ہم برداشت کر لیں گے اور آنکھ بند کر کے آپ نے بہت زیادہ تیز والی پلا دی تو یہ ٹھیک نہیں ہے، اس لئے کہتا ہوں کہ آنکھیں کھول کر بیان سنو۔ یہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مشاعرے میں جگر مرادآبادی کو اپنا ایک شعر سنایا ؎

مے کشو یہ تو مے کشی رِندی ہے مے کشی نہیں
آنکھوں سے تم نے پی نہیں آنکھوں کی تم نے پی نہیں

انبیاء کرام کی آنکھوں سے پیا جاتا ہے، اولیاء اللہ کی آنکھوں سے بھی کچھ ملتا ہے، یہی وجہ ہے کہ مادرزاد اندھا ایک انسان نبی کے پاس جاتا ہے اور اس پر نبی کی نظر پڑ جاتی ہے تو وہ صحابی ہو جاتا ہے حالانکہ اس نے نبی کو نہیں دیکھا لہٰذا معلوم ہوا کہ نظر میں کوئی خاصیت ہے۔ اگر حالتِ ایمان میں کسی پیغمبر کی نظر کسی آدمی پر پڑ جائے تو بس صحابی ہو گیا معلوم ہوا کہ نظر کوئی چیز تو ہے۔

تو یہ دعا پڑھنے سے ان شاء اللہ دو نعمتیں آپ کو حاصل ہو گئیں یعنی اگر

علم ہی صحیح نہیں ہے، گناہ کا پتہ ہی نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کے دل میں ہدایت کی بات ڈال دیں گے اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ اے اللہ ہدایت میرے دل میں الہام کر دیجئے یعنی ڈال دیجئے۔ دوسرا معاملہ جو ہے کہ علم تو صحیح ہے مگر نفس کی شرارت ہے، نفس کہتا ہے کہ یار یہ مزہ اُڑا لو بعد میں توبہ کرلیں گے۔ ارے معلوم نہیں توبہ کرنے سے پہلے ہی ہارٹ فیل ہوجائے۔ آج کل ایمرجنسی ویزے آرہے ہیں، روزانہ ایکسیڈنٹ اور تصادم ہورہے ہیں لہٰذا کیا پتہ کہ توبہ کا موقع نہ مل سکے۔ لہٰذا دوسرا جزو جو ہے کہ یااللہ! مجھے نفس کے شر سے بچایئے، جب آپ ہدایت کا راستہ دل میں ڈال دیں تو اس پر عمل کی توفیق بھی دے دیجئے، نفس ظالم کی شرارت سے کہیں ایسا نہ ہو کہ علم صحیح ہوتے ہوئے ہم اس پر عمل نہ کرسکیں۔ تو اس دعا میں پورا دین ہے یعنی صحیح علم کا حاصل ہونا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کے راستوں کا دل میں عطا ہونا اور ساتھ ساتھ نفس کی شرارت سے محفوظ رہنا۔ اس دعا کی برکت سے ان شاء اللہ دونوں نعمتیں مل جائیں گی۔ آج آپ کو دو حدیثوں کا سبق مل گیا۔

حدیث پاک اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰٓئِکَۃً یَطُوْفُوْنَ ......الخ کی شرح

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک لاکھ احادیث کے حافظ تھے، انہوں نے چودہ جلدوں میں صحیح بخاری کی شرح فتح الباری لکھی ہے، اس کی جلد نمبر گیارہ میرے ہاتھ میں ہے۔ پہلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظِ نبوت سناؤں گا پھر فتح الباری سے بخاری کی شرح سے اس کی شرح سناؤں گا۔ اس حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں جو پانچ ہزار تین سو چونسٹھ حدیثوں کے راوی ہیں، مدینہ منورہ میں ان سے آٹھ سو شاگرد پڑھتے تھے، جن میں حضرت عبداللہ ابن عمر، حضرت جابر، عبداللہ ابن عباس اور حضرت انس

رضی اللہ عنہم اجمعین جیسے جلیل القدر صحابہ شامل ہیں۔

یہ روایت کرتے ہیں:

((إِنَّ لِلّٰهِ مَلَآئِكَةً يَطُوفُونَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ فَإِذَا وَجَدُوا قَوْمًا يَذْكُرُونَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوا إِلَى حَاجَتِكُمْ قَالَ فَيَحُفُّونَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا))

(صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب فضل ذکر اللہ عزّ وجلّ)

اللہ تعالیٰ کے کچھ خاص فرشتے ہیں جو گلیوں میں پھرتے رہتے ہیں، سڑکوں پر گھومتے رہتے ہیں اور راستوں میں اہل ذِکر کو تلاش کرتے ہیں، ڈھونڈتے ہیں کہ روئے زمین پر کوئی اللہ کا نام لینے والا ہے، اللہ اللہ کرنے والا ہے، اہل ذکر لوگ ہیں جب ایسی قوم کو پا جاتے ہیں کہ وہ اللہ کی یاد میں لگے ہوئے ہیں تو ایک دوسرے کو آوازیں دیتے ہیں کہ اے فرشتو! جلدی سے یہاں آؤ، یہاں تمہارا دستر خوان لگا ہوا ہے، یہاں تک کہ فرشتوں کی تعداد اتنی زیادہ ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے پروں سے گھیرتے ہوئے حلقہ بناتے ہوئے آسمانِ دنیا تک پہنچ جاتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ میرے بندے کیا کر رہے ہیں؟ جبکہ وہ خوب جانتے ہیں، ان کو تو پتہ ہے ہی لیکن پھر بھی پوچھتے ہیں کہ بتاؤ! میرے بندے اس وقت میں کیا کر رہے ہیں تو فرشتے کہتے ہیں يُسَبِّحُونَكَ آپ کی تسبیح بیان کر رہے ہیں، سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھ رہے ہیں وَيُكَبِّرُونَكَ یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھ رہے ہیں وہ وَيَحْمَدُونَكَ اور الحمد للہ الحمد للہ پڑھ رہے ہیں، وَيُمَجِّدُونَكَ آپ کی بزرگی بیان کر رہے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتے ہیں هَلْ رَأَوْنِي کیا ان لوگوں نے کبھی مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں لَا وَاللّٰهِ مَا رَأَوْكَ قسم ہے آپ کی انہوں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا۔ فرشتے قسم اٹھا رہے ہیں لَا وَاللّٰهِ مَا رَأَوْكَ انہوں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وَكَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي یہ بغیر دیکھے مجھے اتنا یاد کررہے ہیں اگر مجھے دیکھ لیتے تب ان کا کیا حال ہوتا؟ تو فرشتے کہتے ہیں کہ اگر آپ کو دیکھ لیتے تو كَانُوْا أَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً تب تو آپ کی عبادت کے لئے بہت ہی سرگرم ہو جاتے وَأَشَدَّ لَكَ تَمْجِيْدًا وَتَحْمِيْدًا وَأَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيْحًا پھر تو کیا ہی کہنا تھا پھر تو بہت ہی زیادہ شدت سے آپ کی یاد میں لگ جاتے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

جو اُن کو دیکھ لیتے ہم تو کیا پھر زندہ رہ جاتے
نگاہِ اوّلیں اے دل نگاہِ واپسیں ہوتی

یعنی انہیں دیکھنے میں اتنا مزہ آتا کہ روح نکل جاتی، عاشق لوگ اللہ پر جان دے دیتے۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ اچھا فرشتو! یہ تو بتاؤ کہ یہ ہم سے کچھ مانگ بھی رہے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں کہ یا اللہ! آپ سے جنت کا سوال کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں هَلْ رَأَوْهَا کیا کبھی جنت کو دیکھا ہے؟ کہتے ہیں نہیں قسم ہے آپ کی انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا۔ اللہ فرماتے ہیں اگر جنت کو دیکھ لیتے تو کیا ہوتا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ پھر تو جنت پر بہت ہی زیادہ حریص ہوتے اور ان کی طلب بہت بڑھ جاتی اور ان کی عبادت عظیم الشان ہو جاتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اچھا بعض چیزوں سے پناہ بھی مانگ رہے تھے؟ فرشتے کہتے ہیں ہاں اے اللہ وہ جہنم کی آگ سے پناہ مانگ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا کبھی دوزخ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں قسم ہے آپ کی کبھی نہیں دیکھا۔ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر دیکھ لیتے تو کیا کرتے؟ فرشتے کہتے ہیں پھر تو یہ لوگ نہایت ہی شدت سے بھاگتے اور ہر وقت روتے، خوف کرتے اور آپ سے اور زیادہ پناہ مانگتے۔ اللہ فرماتے ہیں فَأُشْهِدُكُمْ اے فرشتو! میں تم کو گواہ بناتا ہوں أَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ میں نے سب کو بخش دیا۔

دیکھا آپ نے اللہ والوں کی ذِکر کی مجلسوں کی شان! اللہ فرشتوں کو گواہ بنا کر فرما رہے ہیں میں نے سب کو بخش دیا۔ اللہ والوں کی مجلس کی ایک مثال تو آپ نے دیکھ لی کہ بہ محضرِ ملائکہ، ملائکہ کی شہادت اور گواہی میں اللہ والوں کی ان مجلسوں میں شامل ہونے والوں کی مغفرت کا اعلان ہو رہا ہے۔

اللہ والوں کی صحبت میں کوئی شقی نہیں رہتا

اب ان مجالس کی دوسری شان بھی سن لیجئے۔ ایک فرشتہ کہتا ہے کہ یا اللہ! آپ نے تو سب کو بخش دیا حالانکہ اس مجلس میں ایک آدمی ایسا بیٹھا ہوا تھا فُلَانٌ لَیْسَ مِنْھُمْ کہ وہ تو ذِکر بھی نہیں کر رہا تھا، چپ چاپ بیٹھا ہوا تھا فُلَانٌ لَیْسَ مِنْھُمْ وہ ان میں سے نہیں تھا اِنَّمَا جَآءَ لِحَاجَۃٍ ایک ضرورت سے جا رہا تھا کہ اس لیے بیٹھ گیا کہ دیکھوں کہ مُلّا لوگ کیا کر رہے ہیں، ذرا تماشا تو دیکھ لوں۔ لیکن اس کو پتہ نہیں تھا کہ جن کا تماشا دیکھنے جا رہے ہو کہیں تم بھی نہ تماشا بن جاؤ۔

اے دیکھنے والو! مجھے ہنس ہنس کے نہ دیکھو
تم کو بھی محبت کہیں مجھ سا نہ بنادے

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ٹھیک ہے یہ جس بندہ کی تم شکایت کر رہے ہو وہ ذکر نہیں کر رہا تھا اور میری محبت میں بھی نہیں آیا تھا، کسی ضرورت سے جا رہا تھا کہ راستہ میں تماشا دیکھنے بیٹھ گیا لیکن یہ جو بیٹھے ہوئے ہیں یہ میرے ایسے مقبول، ایسے پیارے بندے ہیں لَا یَشْقٰی بِھِمْ جَلِیْسُھُمْ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رکھا جا سکتا لہٰذا اس کی بھی مغفرت ہوگئی۔

آپ نے حدیث سن لی۔ یہ بخاری کی روایت ہے، مسلم کی روایت میں ایک عبارت کا اور اضافہ ہے کہ فِیْھِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّآءٌ ان کے اندر ایک

گنہگار بندہ بیٹھا ہوا ہے۔ باقی ساری روایت یہی ہے صرف اس ایک جملہ کا اضافہ ہے کہ اس مجلس کے اندر یہ بندہ جو بیٹھا ہوا ہے یہ بہت خطا کار، بہت گنہگار ہے، اس کے لیے کیا حکم ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے بھی یہی ارشاد فرمایا کہ هُمُ الْجُلَسَآءُ لَا یَشْقٰی بِهِمْ جَلِیْسُهُمْ ان کے پاس کے بیٹھنے والوں کو بھی میں محروم نہیں کرتا لہٰذا اس کی بھی مغفرت کردی۔

مصاحبت اہل اللہ کا انعام

اب اس حدیث کی مختصر شرح بھی سن لیجئے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ذکر کرنے والے مقبول بندوں کی جو فضیلت بخاری شریف کی اس حدیث میں بیان فرمائی ہے تو اِنَّ جَلِیْسَهُمْ یُنْدَرَجُ مَعَهُمْ اللہ والوں کے پاس بیٹھنے والوں کا بھی اللہ تعالیٰ انہیں کے ساتھ اندراج کرلیتا ہے، فِیْ جَمِیْعِ مَّا یَتَفَضَّلُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِهٖ عَلَیْهِمْ اِکْرَامًا لَّهُمْ اور وہ تمام نعمتیں جو اللہ والوں پر اللہ ڈالتا ہے ان بندوں پر بھی فضل کردیتا ہے جو ان کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں اور یہ ان کا اکرام ہوتا ہے جیسے وزیرِ اعظم مہمان ہو تو اس کے چپڑاسی کو بھی آپ بریانی کھلاتے ہیں، اسے چٹنی روٹی نہیں دیتے۔

فرشتوں کے ذکر پر اللہ والوں کے ذکر کی افضلیت کی وجہ

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ بخاری کی شرح فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ یہ اللہ والوں کا اکرام ہے اگرچہ وہ بندہ ذِکر میں بھی شریک نہیں تھا پھر اللہ والوں کی برکت سے اس کی بھی مغفرت ہوگئی۔ اس کے بعد علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذِکر سے اللہ والوں کے ذِکر کو دو وجہ سے فضیلت دی ہے

اَلذِّکْرُ الْحَاصِلُ مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ اَعْلٰی وَاَشْرَفُ مِنَ الذِّکْرِ الْحَاصِلِ مِنَ الْمَلٰٓئِکَةِ

(فتح الباری، ج۱۱، ص۲۱۳)

فرشتوں کے ذِکر سے اللہ والوں کا ذِکر افضل ہے۔ یہ بات کون کہہ رہا ہے؟ بخاری شریف کی شرح فتح الباری کے مصنف علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ

مَعَ کَثْرَةِ الشَّوَاغِلِ وَوُجُوْدِ الصَّوَارِفِ وَصُدُوْرِهٖ فِیْ عَالَمِ الْغَیْبِ

(فتح الباری، ج۱۱، ص۲۱۳)

فرشتوں کو نمک، تیل، لکڑی کی فکر نہیں ہے جبکہ انسان ہزاروں غم و فکر میں اللہ کو یاد کررہے ہیں۔ مولانا اسعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدثِ عظیم مظاہر العلوم سہارنپور والے فرماتے ہیں ؎

گو ہزاروں شغل ہیں دن رات میں
لیکن اسعد آپ سے غافل نہیں

انسان ہزاروں فکروں میں اللہ کو یاد کررہا ہے، اس لئے اس کا ذِکر افضل ہے کیونکہ فرشتوں کو نمک، تیل، لکڑی کی فکر نہیں، آٹا پسانے کی فکر نہیں، بیوی کی بیماری کی کوئی فکر نہیں، فرشتوں کو ڈاکٹر کے یہاں جانے کی کوئی فکر نہیں ہے۔ کیا آپ کے مطب میں کبھی فرشتہ آیا کہ صاحب میرے بچے کو کھانسی ہورہی ہے، کھانسی کا سیرپ دے دیجئے۔ معلوم ہوا ان کو کوئی غم و فکر نہیں ہے، تو انسان ہزاروں فکروں میں بھی اپنے مالک کو یاد کرتا ہے، پھر اس کا کیا درجہ ہوگا! سبحان اللہ!

دوسری وجہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ فرشتے اللہ کو دیکھ کر اللہ کو یاد کرتے ہیں، عالم شہادت میں ہیں اور اللہ والے بغیر دیکھے اللہ کو یاد کررہے ہیں، تو عالم شہادت کے ذِکر سے عالمِ غیب کا ذِکر افضل ہے کیونکہ یہ بغیر دیکھے خدا کو یاد کررہے ہیں، یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ دیکھنے کے بعد میاں! کون کافر رہتا ہے۔ بولو بھئی! اگر خدا کو دیکھ لیتے تو کوئی کافر رہتا؟ کمال یہ ہے کہ بغیر دیکھے

ایمان لاؤ، سورج، چاند، ستاروں، آسمانوں، سمندروں اور پہاڑوں کو دیکھ کر استدلال قائم کرو۔

اللہ والوں سے روگردانی کرنے والوں کی مثال

دوستو! اب حدیث کا درس سن لو۔ یہ احادیث اس لئے سنا رہا ہوں کہ بقول مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ کانٹے بھی باغ سے نہیں نکالے جاتے جو پھولوں کے دامن میں منہ چھپائے ہوئے ہیں، جیسے گلاب کے کانٹے اور جو خالص کیکر کے کانٹے ہوتے ہیں ان کو باغ سے نکال دیا جاتا ہے۔ جو اللہ والوں سے دور دور رہتے ہیں ان کے لئے یہ خطرہ ہے۔ اسی لئے میں عرض کرتا ہوں کہ ہم لوگ گنہگار رہیں۔ اللہ تعالیٰ کے مقبول ومحبوب بندے جہاں مل جائیں ان کی محبت کو غنیمت سمجھ لو۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو کانٹے پھولوں کے ساتھ لگے ہوئے ہیں مالی ان کو باغ سے نہیں نکالتا کیونکہ وہ پھولوں کے دامن میں چھپے ہوئے ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کی ستاری اور پردہ پوشی فرمائی ہوئی ہے لیکن جو خالص کانٹا ہے جو پھولوں سے دور دور رہے گا اس کے لئے خطرہ ہے کہ کسی وقت اکھاڑ کر باہر پھینک دیا جائے گا۔

اہل اللہ سے بغض رکھنے سے عقل کی سلامتی چھین لی جاتی ہے

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بات اور فرمائی ہے کہ اگر صحبتِ صالحین نہ ملے تو عقل پر عذاب آتا ہے، پھر اس شخص کی خیریت نہیں ہے۔ اور اس کی مثال دیتے ہیں کہ چمگادڑ نے سورج سے نفرت کی تو وہ الٹا لٹکا ہوا ہے، اندھیروں میں جا کر دیکھ لو، اور اس کے منہ سے پاخانہ نکلتا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ چھ سو سال پہلے کے بزرگ ہیں، وہ دیوانِ مثنوی روم میں فرماتے

ہیں کہ سورج کی دنیاوی روشنی سے نفرت کا عذاب اس پر یہ آیا کہ وہ اندھیروں میں الٹا لٹکا ہوا ہے اور اس کے منہ سے پاخانہ نکل رہا ہے۔

تو فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی صحبتوں سے بوجہ کبر کے اگر کوئی نفرت کرتا ہے تو اس کی عقل سے سلامتی چھین لی جاتی ہے، پھر اسے راستہ نہیں ملتا، پھر یہی ہوتا ہے کہ وہ اندھیروں میں لٹکا رہتا ہے اور اس کے منہ سے اول فول نہ جانے کیا کیا نکلتا رہتا ہے۔ یہ سب علم کی روشنی میں اس لئے سنا رہا ہوں تاکہ آپ کو یہ خیال نہ گذرے کہ خانقاہوں میں علم نہیں ہے۔ اسی لئے صحیح بخاری شریف اور اس کی شرح لئے ہوئے ہوں اور اس کو اپنی نجات کا ایک ذریعہ، ایک بہانہ سمجھتا ہوں۔

دورانِ وعظ آنکھیں بند کرنا خلافِ ادب ہے

بھئی! آپ آنکھیں بند کر کے مت سنو، مومن کا مومن کو دیکھنا، اس پر بھی تو ثواب ملتا ہے اور پھر اس کا مقرر پر اچھا اثر پڑتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ لوگ میری باتیں سن رہے ہیں، گو آپ آنکھ بند کر کے توجہ سے سن رہے ہیں لیکن اگر آنکھیں بند کر کے نماز پڑھیں تو ثواب کم ملتا ہے اگرچہ یکسوئی کی وجہ سے کچھ گنجائش ہے۔

لیکن حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے اپنا خواب بیان کیا کہ میں نے خواب میں جنت کی حور کو دیکھا کہ وہ آنکھوں کی اندھی ہے تو فرمایا کیا تم آنکھیں بند کر کے نماز پڑھتے ہو؟ اس نے کہا جی حضرت! فرمایا سنت کے موافق پڑھو چاہے یکسوئی حاصل ہو یا نہ ہو، سجدہ کی جگہ نظر کھول کر دیکھتے رہو چاہے سکون ملے یا نہ ملے، سنت کے مطابق نماز پڑھنا زیادہ افضل ہے ورنہ تمہیں اندھی حور نہ مِل جائے، سوچ لو۔ دیکھا آپ نے! یہ کتابوں میں لکھا ہوا ہے، میں اپنی طرف سے نہیں بیان کر رہا ہوں۔ اسی لئے بھئی! جہاں تک ہو سکے کوشش کرو کہ آنکھیں کھولے رکھو تاکہ میرا دل خوش ہو، مضمون کی

آمد ہو، آپ لوگوں ہی کی برکت سے تو مضمون کی آمد ہوتی ہے، اگر سب لوگ آنکھیں بند کرلیں تو پھر میرا مضمون ایک دم رک جائے گا کیونکہ آنکھیں آنکھوں سے ملتی ہیں تو فیض ملتا ہے۔ اور جو میں باتیں بتارہا ہوں یہ بھی جوس سے کم نہیں ہیں، میں سیب کے خالق کی محبت کا جوس پلارہا ہوں، مرغی اور سیب میں کیا وٹامن ہیں جو اللہ کے نام میں ہیں۔

نہ رکھتے وہ اگر لذت یہ مرغی بے مزہ ہوتی

یہ مرغی میں تو انہوں نے مزہ رکھ دیا ہے ورنہ اگر آپ سادہ چٹنی روٹی کھا کر ان کی مرضی پر رہیں تو سکون سے سوتے رہیں، سکون سے طاقت بناتے رہیں ورنہ اگر مرغی کا سوپ تو پی لیا مگر ایک غم آ گیا تو چارپائی پر لیٹ گئے۔ تو معلوم ہوا کہ سوپ میں کچھ نہیں ہے، جب ان کا فضل ہو تب ہی یہ سوپ بھی کام کرتا ہے اور ان کا فضل نہ ہو تو پھر کچھ نہیں ہے، اور ان کے فضل کے ساتھ چٹنی روٹی بھی کام کرتی ہے، اللہ کی رحمت بہت ضروری ہے۔

اللہ والوں کا مقام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے قتل کیے تھے۔ اس حدیث کے راوی حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ ہیں وہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک آدمی تھا جس نے ننانوے قتل کیے تھے، پھر وہ ایک راہب کے پاس پہنچا اور اس سے سوال کیا کہ کیا میری توبہ قبول ہوجائے گی؟ اس نے کہا کہ تم نے ننانوے قتل کیے ہیں اور اب توبہ کے متعلق پوچھتے ہو؟ تمہاری توبہ قبول نہیں ہوگی، تو اس نے راہب کو بھی مار دیا فَقَتَلَهٗ اور سو کا عدد پورا کردیا۔ اس کے بعد وہ ایک اللہ والے عالم کے پاس گیا۔ راہب کے یہاں دُرویشی تو تھی مگر علم نہیں تھا، اب ایک ایسے شخص کے پاس گیا جو اللہ والے بھی تھے اور عالم بھی

تھے، ان سے پوچھا کہ بھئی! میں نے سوقتل کئے ہیں، میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ اس عالم نے جواب دیا کہ ایک بستی ہے جو اللہ والے نیک صالحین کی ہے، تم اس بستی میں جاؤ، وہاں تمہاری توبہ قبول ہوجائے گی۔ ان الفاظِ نبوت کی شرح سمجھ لو، جہاں اللہ والے رہتے ہیں تو ان سے دعا کی درخواست کا حکم نہیں ہورہا ہے، ان سے مصافحہ کا حکم نہیں ہورہا ہے، صرف جہاں وہ رہتے ہیں اس زمین پر جاکر توبہ کرلو تو تمہاری توبہ قبول ہوجائے گی۔ یہ بخاری شریف کی حدیث ہے۔ دوستو! اس سے زیادہ کیا عرض کروں، میرے دل سے اللہ والوں کی قدر پوچھو۔ خلیفہ بغداد نے لیلیٰ کو بلایا اور کہا کہ تو تو کالی کلوٹی ہے پھر مجنوں تجھ پر کیوں مرتا ہے؟ تیری وجہ سے پریشان و پاگل کیوں ہورہا ہے۔ تو لیلیٰ بادشاہ کو ڈانٹ رہی ہے، اس نے کہا ؎

گفت خامُش چوں تو مجنوں نیستی

اے خلیفہ! خاموش ہوجاؤ! کیونکہ تم مجنوں نہیں ہو ؎

دیدۂ مجنوں اگر بودے ترا
ہر دو عالم بے خطر بودے ترا

اگر مجنوں کی آنکھیں تجھ کو مل جائیں تو تجھے ہر دو عالم سے بے خبر کردیں۔ آہ! اللہ والوں کی قدر و منزلت ان سے پوچھو جن کو چوٹ لگی ہے، جن کو چوٹ ہی نہیں لگی وہ تو ان کا تذکرہ حقارت سے کرتے ہیں، مگر جن کو چوٹ لگی ہے ان سے پوچھو کہ اللہ والوں کی کیا قیمت ہے ؎

میرے دل سے کوئی دیکھے تو تماشا تیرا

جس زمین پر اللہ والے رہ رہے تھے تو دیکھو! یہ بخاری کی حدیث ہے،

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ قَالَ: کَانَ فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَۃً وَّتِسْعِیْنَ اِنْسَاناً ۔۔۔۔ الخ

(صحیح البخاری، ج۱، ص ۴۹۳)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرما رہے ہیں کہ سو آدمیوں کے قاتل کو حکم ہو رہا

ہے کہ اللہ والوں کی بستی میں جا کر توبہ کرو، اس زمین پر سو قتل معاف ہو جائیں گے۔ اللہ! اللہ! ان کے نام لینے والوں کی یہ شان ہے کہ وہ جس زمین پر رہتے ہیں اس زمین پر قدم رکھنے سے سو قتل معاف ہو جاتے ہیں، یہ اس زمین کی قیمت ہے کیونکہ ان کی خاک خدا پر فدا ہوئی تھی، ہماری مٹی مکان پر، مٹی کی عورتوں پر، نوٹ کی گڈیوں پر، مٹی کی بریانی و شامی کباب تک رہ جاتی ہیں، مگر ان نعمتوں کے خالق تک جو مٹی پہنچ جائے، جو مٹی خالقِ افلاک پر فدا ہو اس کی قیمت کا اندازہ کوئی نہیں لگا سکتا۔ اس وقت مجھے اپنے دو اردو اشعار یاد آئے ہیں ؎

کسی خاکی پہ مت کر خاک اپنی زندگانی کو
جوانی کر فدا اس پر کہ جس نے دی جوانی کو

عشقِ مجازی عذابِ الٰہی ہے

ارے مٹی کی صورتوں پر مت مرو، جس نے تمہیں جوانی دی ہے اس پر اپنی جوانی کو فدا کر کے دیکھو، ان صورتوں کے بنانے والے پر فدا ہو کر دیکھو، پھر تمہاری روح ان صورتوں سے مستغنی ہو جائے گی پھر ہزاروں لاکھوں لاشوں سے زیادہ لطف اس مولیٰ کی یاد میں آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ لیلیٰ کی کیا حقیقت ہے جو قبر میں سڑ گئی، مجنوں کو لیلیٰ کی قبر کھود کر دِکھائی جاتی تو مجنوں بھی توبہ کرتا، اللہ والوں کو اللہ کے نام میں جو لذت ملتی ہے بادشاہوں کو خواب میں بھی اس کا تصور نہیں آسکتا، وی سی آر، ٹیلی ویژن والوں کو خواب میں بھی وہ تصور نہیں آسکتا۔ یہ تو رات و دن تڑپ رہے ہیں، بے چین ہیں، مصیبت زدہ ہیں، ان پر تو رحم کرو، اللہ سے دعائیں مانگو، خدائے تعالیٰ غیر اللہ کی محبت میں مبتلا ہونے کے عذاب سے نجات دے۔

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غیر اللہ کا عشق، عشقِ مجازی عذابِ الٰہی ہے، جس طرح دوزخی دوزخ میں جلتا ہے دنیاوی صورتوں کے عشق

میں مبتلا لوگ رات دن اسی طرح تڑپتے رہتے ہیں، جلتے رہتے ہیں، چین و سکون سے نہیں رہتے۔

اللہ کے نام کی لذت سے نا آشنا لوگوں کی مثال

تو اس قاتل کو حکم ہورہا ہے کہ اس زمین پر جاؤ، تمہاری توبہ قبول ہوجائے گی، اب وہ اس بستی کی جانب چلا، فَأَدْرَكَهُ الْمَوْتُ کہ راستہ میں موت آگئی، ابھی اس زمین پر پہنچا بھی نہ تھا کہ راستہ ہی میں موت آگئی۔ آہ۔ توبہ کرنے اور اللہ اللہ کرنے سے پہلے ہی وقت پورا ہوگیا۔

جنہوں نے اللہ اللہ کرنے کا مزہ نہیں چکھا وہ بے چارے اللہ کے نام کی لذت کو کیا جانیں؟ اکبر بادشاہ کے دربار میں ایک دیہاتی کی دعوت ہوئی۔ اس میں فرینی بھی آئی جو پسے ہوئے چاول، عرقِ گلاب، چاندی کا ورق اور کیوڑہ ڈال کر بنائی جاتی ہے۔ اس نے شکار کے دوران جب بادشاہ کا لشکر پیچھے رہ گیا تھا تو اکبر بادشاہ کو دودھ پلایا تھا، اس احسان کے بدلہ میں اس نے کہا تھا دہلی آنا تو تمہاری دعوت کریں گے اور تمہیں فرینی پکا کر کھلائیں گے۔ اس دیہاتی نے اس کی شکل دیکھ کر خوب موٹی موٹی گالیاں دے کر کہا کہ مجھ کو بلغم کھلا رہے ہو۔ تو اس نے فرینی دیکھ کر کہا کہ ہمیں بلغم کھلایا جارہا ہے تو جن کے دل پر حقیقت منکشف نہیں ہوئی ان کو اللہ کے نام کی لذت کیا سمجھ آئے گی لیکن قیامت کے دن فیصلے ہوجائیں گے کہ حقیقت کیا ہے۔

فضل بصورت عدل

تو جب وہ قاتل مر گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے فرشتو! قِيْسُوْا مَا بَيْنَهُمَا دونوں زمینوں کی پیمائش کرلو یعنی جس بستی سے وہ آرہا تھا اس کی اور صالحین کی جس بستی میں جارہا تھا اس کی پیمائش کرلو۔ اِدھر تو فرشتوں کو یہ حکم دیا اُدھر اللہ نے نیکوں والی بستی کی زمین کو حکم دیا تَقَرَّبِيْ اے زمین! تو قریب ہوجا

اور گناہ والی زمین سے فرمایا تَبَاعَدِیْ تو دور ہوجا۔ تو فرشتوں کو جو پیمائش کا حکم دیا، یہ عدل تھا مگر اپنے فضل سے نیکوں والی زمین کو قریب کررہے ہیں۔

اس سے متعلق ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ کبھی حقیقتاً فضل ہوتا ہے اور صورتاً عدل۔ یہ صورتاً عدل ہے، حقیقت میں فضل ہے کیونکہ اللہ نے نیکوں والی زمین کو قریب کردیا، تو اس کا نام حقیقتِ فضل بصورتِ عدل ہے۔ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے محدث گذرے ہیں، وہ اس پر عنوان قائم کرتے ہیں کہ فضل کی حقیقت کو عدل کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے پیش کردیا۔

حسن کا انتظام ہوتا ہے
عشق کا یوں ہی نام ہوتا ہے

اس قاتل نے مرتے وقت نیکوں والی بستی کی جانب اپنے سینے کو کھینچ کر بڑھا لیا تھا تو اللہ نے اس زمین کو حکم دیا اور وہ ایک بالشت قریب ہوگئی۔ اسی سے متعلق مولانا محمد احمد صاحب الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے۔

حسن کا انتظام ہوتا ہے
عشق کا یوں ہی نام ہوتا ہے

ایک اشکال اور اس کا جواب

کچھ تو کرلو دوستو! کچھ تو اللہ کی رحمت کا بہانہ بنالو، ان شاء اللہ فضل ہوجائے گا۔ جیسے اس شخص کا کام بن گیا۔ فَوُجِدَ إِلٰى هٰذِهٖ أَقْرَبَ بِشِبْرٍ وہ شخص پایا گیا نیکوں کی بستی سے ایک بالشت قریب، فَغُفِرَ لَهٗ بخاری کی حدیث ہے کہ اس کی مغفرت ہوگئی۔ یہاں پر علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اشکال کا جواب دیا ہے وہ بھی سنائے دیتا ہوں، فرماتے ہیں کہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ قتل تو حقوق العباد ہے، اللہ نے سو قتل کیسے معاف کردیئے؟ بولئے صاحب!

مقتولین کے ورثاء کو دیت ادا نہیں کی گئی، نہ ان سے معافی مانگی، لہٰذا اس کا جواب علامہ ابن حجر عسقلانی دیتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ اِذَا رَضِیَ بِعَبْدِہٖ کہ جب اللہ کسی بندے سے خوش ہوجاتا ہے اور اس کی مغفرت کا فیصلہ کرلیتا ہے تو اَرْضٰی عَنْہُ خُصُوْمَہُ اللہ تعالیٰ فریقین کو خود راضی کرلیں گے، وَرَدَّ مَظَالِمَہُ اس کا حق اللہ خود ادا کریں گے۔

اللہ اللہ اور کیا چاہئے دوستو! اور کیا چاہئے، میدانِ محشر میں دیکھنا ہے کہ کیا قبول ہوتا ہے۔ بس اللہ تعالیٰ خوش ہوجائیں۔ یہ بے چارہ تو مجبور تھا، جو مجبور ہوجائے اس کی بات الگ ہے جیسے کسی نے ڈاکہ مارا اور جو کچھ لوٹا وہ کھالیا، اب جا کے معافی مانگ لے تو جو مرچکے ہیں اللہ ان کا سب ادا کردیں گے ان شاء اللہ۔ اِنَّ اللّٰہَ اِذَا رَضِیَ بِعَبْدِہٖ یہ عبارت محدثین کی ہے، شارحین کی ہے، فتح الباری میرے سامنے ہے دوستو میں اردو ڈائجسٹ سے تقریر نہیں کررہا ہوں یہ علمی میدان کی تقریر کررہا ہوں کہ جب اللہ کسی بندہ سے راضی ہوجاتا ہے، خوش ہوجاتا ہے تو اَرْضٰی عَنْہُ خُصُوْمَہُ اللہ تعالیٰ اس کے فریقوں کو راضی کردیتے ہیں وَرَدَّ مَظَالِمَہٗ اور ان کا جتنا ظلم ہوا ہوگا وہ حق اللہ خود ادا کردیں گے۔

تو دو حدیثیں ہوگئیں۔ اب تیسری حدیث ایسی سنا رہا ہوں کہ آپ نے شاید ہی زندگی میں سنی ہوگی، اور اس کی وجہ سے اللہ کی رحمت کے نزول کی ہماری امیدیں بندھ جائیں گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ایک آیت نازل ہوئی:

﴿قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ○﴾

(سورۃ الزمر، آیت:۵۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس آیت کے نزول سے مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ اگر اس کے عوض میں ساری دنیا مل جائے اور میں سب خدا کی راہ میں فدا کردوں تو یہ آیت مجھے اس سے زیادہ عزیز ہے۔ اس آیت کی شرح کرتے ہوئے

ملّاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰۃ کی گیارہ جلدوں میں شرح مرقاۃ لکھنے والے جلد نمبر ۵ میں اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ یہ وہ آیت ہے کہ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کو جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا، اسی آیت کی برکت سے ایمان نصیب ہوا۔

حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ

بھئی! ان کے ایمان لانے کا واقعہ مختصر سنا دیتا ہوں۔ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کو مایوسی ہو چکی تھی کہ کوئی کام ایسا نہیں ہے جو میں نے شرک کی حالت میں نہیں کیا، قتل کیا، شراب پی، سب برے کام کر ڈالے اور نبی کے حقیقی چچا سید الشہداء کو، اتنے بڑے صحابی کو قتل کیا اور نہایت بے دردی سے قتل کیا، ان کے ناک کان کاٹ کر کے منہ کا حلیہ بھی تبدیل کر دیا۔ اپنے چچا کے قتل سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا غم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ستّر کافروں کو اسی طرح قتل کروں گا۔ بتایئے! کتنا غم ہوا ہوگا جبھی تو آپ نے ایسی قسم اٹھائی۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی! آپ اس قسم کو توڑ دیجئے، آپ ستّر سے بدلہ نہ لیجئے، آپ پر جتنا ظلم کیا گیا ہے اتنا ہی بدلہ لے سکتے ہیں یعنی ایک کے ساتھ آپ بھی ایسا کر لیں:

﴿وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ○﴾

(سورۃ النحل، آیت:۲۶)

لیکن اگر آپ صبر کر لیں تو صبر آپ کے لئے خیر ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں اللہ کے خیر کو قبول کرتا ہوں، اس خیر پر عمل کرتا ہوں اور صبر کرتا ہوں اور آپ نے قسم توڑ کے کفارہ دے دیا۔

تو اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آ گئی، نبی کے اس غم پر اللہ کے

دریائے رحمت میں موج اٹھی، چند دنوں کے بعد اللہ نے پیغام بھیجا اے میرے پیارے محبوب! میری طرف سے وحشی کو اطلاع کردو کہ اللہ نے تجھ کو یاد کیا ہے، وہ تمہیں اسلام لانے کی دعوت دیتے ہیں۔

اب سنئے! خدا ایسے شخص کو یاد فرما رہے ہیں، اللہ کی رحمت کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا۔ جب اللہ نے وحشی کو یاد فرمایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً یہ پیغام حضرت وحشی کو پہنچایا، اَرْسَلَ اِلٰی وَحْشِیٍّ اِلَی الْاِسْلَامِ قاصد گیا اور انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے جواب بھیجا کہ اے نبی! آپ اپنے رب سے کہیں کہ وہ مجھے اپنے دین کی طرف کس طرح بلا رہے ہیں، آپ جانتے ہیں کہ میں قاتل بھی ہوں، مشرک بھی ہوں، میں نے سب گناہ کئے ہیں اور آپ کے اللہ نے قرآن میں یہ فرمایا ہے:

﴿وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ○ یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَیَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ○﴾

(سورۃ الفرقان آیت ۶۸،۶۹)

جو یہ گناہ کرے گا اسے ڈبل عذاب دیا جائے گا، تو آپ کے خدا ہمیں ڈبل عذاب کی دھمکی دے رہے ہیں پھر آپ ہمیں اسلام کی طرف کیوں بلا رہے ہیں؟ ہم کو اسلام سے کیا ملے گا؟

عرشِ اعظم پر اللہ تعالیٰ اور مدینہ کی زمین پر سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم میں بواسطہ جبرئیل علیہ السلام کے وحی سے رابطے قائم ہیں۔ اب سنئے! فوراً دوسری آیت نازل ہوئی اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا مگر جو توبہ کرلے، ایمان لے آئے اور نیک عمل کرلے تو اس کی مغفرت ہوجائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے یُضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ کے مقابلہ میں یہ دوسری آیت نازل کی کہ وحشی کو ڈبل عذاب نہیں دیا جائے گا، اس لئے اس سے کہہ دو میں اس کو اس کے

گناہوں پر ڈبل عذاب نہیں دوں گا بلکہ اگر یہ توبہ کر لے، ایمان لے آئے، عمل صالح کر لے تو میں اس کی مغفرت کر دوں گا۔

اب جب اللہ ان کو دوسرا پیغام دے رہے ہیں تو بارگاہ رسالت کے قاصد کو حضرت وحشی کہتے ہیں فَقَالَ وَحْشِيٌّ هٰذَا شَرْطٌ شَدِيْدٌ اللہ نے تو یہ بڑی مشکل اور بڑی بھاری شرط لگائی ہے لَعَلِّيْ لَآ اَقْدِرُ عَلَيْهِ میں تو اس شرط کو پورا نہیں کر سکوں گا فَهَلْ غَيْرُ ذٰلِكَ اس کے علاوہ کوئی اور نرم شرط بھی ہے؟ کیونکہ اس میں تین شرطیں ہیں، میں ایمان بھی لاؤں گا اور توبہ بھی کروں گا لیکن ساری عمر عمل صالح کروں یہ کڑی شرط ہے۔

بدون توبہ کسی مشرک کی مغفرت نہیں ہوگی

لو بھئی اب سنئے! فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى پھر اللہ تعالیٰ نے تیسری آیت نازل فرمائی:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾

(سورۃ النسآء، آیت:۴۸)

اللہ تعالیٰ نہیں بخشیں گے مشرک کو اور شرک کے علاوہ جتنے بھی گناہ ہیں اللہ جس کے گناہ چاہیں گے بخش دیں گے۔

اب جب یہ آیت ان کو پہنچائی گئی تو یہ ناز و نخرے دِکھا رہے ہیں، کہتے ہیں اَرَانِيْ بَعْدُ فِيْ شُبْهَةٍ اس آیت کے بارے میں مجھے ابھی شبہہ ہے، فَلَا اَدْرِيْ يَغْفِرُ لِيْ اَمْ لَا اللہ تعالیٰ نے اس میں اپنی مشیت کی قید لگا دی ہے کہ میں جسے چاہوں گا بخشوں گا، یہ نہیں کہا کہ میں تجھے ضرور بخشوں گا۔ ہوسکتا ہے قیامت کے دن اللہ فرما دیں کہ میری مشیت تیرے لئے نہیں ہے، میں نہیں چاہتا تیری مغفرت۔ پھر میں کیا کروں گا۔ اللہ اللہ! ارے! اس آیت پر تو قربان ہو جاؤں، اللہ کی رحمت کا کوئی اندازہ کر سکتا ہے؟ بندہ ناپاک نطفہ سے پیدا ہوا ہے، ایسا بڑا مجرم ہے لیکن اللہ کی

رحمت کے دریا کا کیا عالم ہے۔ اُس وقت گویا زمینِ مدینہ پر عرشِ اعظم کا وائرلیس نظام لگا ہوا تھا، ایک کے بعد ایک آیت نازل ہو رہی تھی۔

اللہ تعالیٰ حضرت وحشی سے برابر رابطہ رکھے ہوئے ہیں، برابر سوال و جواب ہو رہے ہیں، اس وقت اللہ کے دریائے رحمت کی کیا بارش ہو رہی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ حضرت وحشی کے ایمان کے لئے چوتھی آیت نازل فرما رہے ہیں، کون ہے دنیا کا ایسا کریم جو اُس کے مقابلہ میں اپنا کرم لائے۔ شاعر مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر یاد آیا۔

میں ان کے سوا کسی پہ فدا ہوں یہ بتادے
لا مجھ کو دکھا ان کی طرح کوئی اگر ہے
مرضی تری ہر وقت جسے پیش نظر ہے
بس اس کی زباں پر نہ اگر ہے نہ مگر ہے

عاشقوں کے سامنے یہ اگر مگر کچھ نہیں ہوتا۔ تو حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابھی مجھے شبہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مغفرت کے لیے اذنِ مشیت کی قید لگا دی ہے، معلوم نہیں ہماری مغفرت ہوگی یا نہیں، اَرَانِیْ بَعْدُ فِیْ شُبْهَةٍ ابھی میں شبہ میں ہوں۔ تب یہ آیت نازل ہوئی:

﴿قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۝﴾

(سورۃ الزمر، آیت:۵۳)

اے نبی! آپ وحشی سے اور جتنے بھی ظالم بندے ہیں سب سے فرمادیں لَا تَقْنَطُوْا میری رحمت سے ناامید نہ ہوں، جو بھی ایمان لائے گا، ایمان لانا شرط ہے پھر اللہ تمام عمر کا کفر، شرک اور گناہ سب سیکنڈوں میں بخش دے گا اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا یہاں اِنَّ تاکید کے لئے لگایا گیا ہے، پھر جملہ اسمیہ

سے بیان فرمایا ہے جو دوام وثبوت کے لئے آتا ہے، پھر جَمِيْعًا کی قید ہے، پھر الذُّنُوْبَ میں الف لام استغراق کا ہے یعنی کوئی گناہ ایسا نہیں ہوگا جو معافی سے رہ جائے، سب معاف کردوں گا تو اللہ نے اس کو چار تاکیدوں سے بیان فرمایا۔ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ اللہ تعالیٰ بڑے ہی غفور رحیم ہیں، بس تم ایمان لے آؤ، تمہارے لئے مشیت کی بھی قید نہیں ہے، میں یقیناً سارے گناہ بخش دوں گا، تو اللہ تعالیٰ نے ان سے مشیت کی قید بھی اٹھالی۔ پھر اس کے بعد اب حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کا جملہ سنئے! فَقَالَ وَحْشِيٌّ نِعْمَ هٰذَا اللہ کا یہ فرمانِ عالی شان مجھے بہت ہی پیارا معلوم ہورہا ہے۔ فَجَآءَ وَاَسْلَمَ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چوکھٹ پہ خم کردیا اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ کر اسلام کی دولت سے مشرف ہوگئے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونا کفر ہے

دوستو! جو اللہ اتنا کریم ہے کہ ایسے مجرم کو بھی یاد کرتا ہے، جو ایسے مجرم کے لئے بھی آیتوں پر آیات نازل فرماتا ہے، پیغامات پر پیغامات پہنچا رہا ہے اس کریم مالک سے کیا کوئی ناامید ہوسکتا ہے؟ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اتنی رحمت نازل فرمائی ہے کہ جو ناامید ہوگا اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا، ناامیدی کو کفر قرار دیا، یہ ایسے ہی ہے جیسے ابا اپنے نالائق بیٹے کو ڈنڈا لگا رہا ہو کہ اگر تو باپ کی شفقت سے ناامید ہوگا تو ڈنڈا ماروں گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے دوزخ کا ڈنڈا دکھا کر فرما رہے ہیں کہ دیکھو اگر تم ناامید ہوجاؤ گے، میری رحمت سے مایوس ہوجاؤ گے تو دوزخ میں ڈال دوں گا۔ اللہ! اللہ! تو میرے شیخ نے فرمایا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی انتہائی شانِ رحمت کا ظہور ہے لہٰذا جب حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لے آئے، فَقَالَ

الْمُسْلِمُوْنَ تو مدینہ کے اندر سارے مسلمانوں میں شور مچ گیا کہ یا رسول اللہ! یہ آیت کیا صرف وحشی کے لئے خاص ہے یا سب کے لیے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا بَلْ لِلْمُسْلِمِیْنَ عَامَّۃً یہ آیت قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے ہے، اللہ کی رحمت کے دروازے سب مسلمانوں کے لیے کھلے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، صیانۃ المسلمین کے اجتماعات کی برکتوں سے اللہ ہمیں بھی نوازے، اکابر جو حیات ہیں ان کی صحبتوں سے ہمیں بھی فیض عطا فرمائے اور حکیم الامت کے جو خلیفہ ہیں مولانا مسیح اللہ خان صاحب دامت برکاتہم جو وہاں تشریف لا رہے ہیں ان اللہ والے بزرگوں کی برکتوں سے میری قسمت کو اللہ بدل دے، سب کے لئے اللہ جنتی ہونے کا فیصلہ فرمادے۔ یا اللہ! یہ مجمع آپ کے صالحین کا ہے، سب دوسروں کو صالح سمجھیں اور اپنے کو گنہگار سمجھیں، اللہ ہم جتنے حاضرین ہیں ان کو نیک سمجھتے ہوئے، ان آنے والوں کے قدموں کی برکت سے ہم آپ کی رحمت سے درخواست کرتے ہیں کہ اخترؔ کی شقاوت کو بھی سعادت سے بدل دیجئے، ہم سب کے لئے جنتی ہونے کا فیصلہ فرمادیجئے اور ہم سب کے لئے اپنی رحمتوں کی بارشیں کر دیجئے، ہمیں اپنے صالحین کے ساتھ رجسٹر میں درج فرمالیجئے اور ہمارے اخلاق کی اصلاح فرمادیجئے۔

اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ ہمارے لئے ہدایت کے دروازے کھول دیجئے وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ اور اپنی رحمت سے ہمیں نفس کی شرارت سے محفوظ فرمادیجئے، استقامت عطا فرمادیجئے، ہماری دنیا بھی بنادیجئے، ہماری آخرت بھی بنادیجئے اور نہ یہ کہ صرف ہماری بلکہ ہماری اولاد کی پشتہا پشت کی، سارے خاندان کی، تمام خون کے رشتوں کی سب کی دنیا اور آخرت بنادیجیے۔ وہ تمام دوست جو دعاؤں کے لئے کہتے رہتے ہیں، اے اللہ! سب کی دعائیں قبول

فرمالے، دونوں جہاں کی نعمتوں سے، رحمتوں سے ہم سب کو نوازش فرما دیجئے۔ اللہ! سارے عالم کے مسلمانوں پر اپنی رحمت کی بارش فرما دیجئے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جتنے مسلمان آج تک پیدا ہوئے ہیں اے اللہ! جو آپ کے پاس پہنچ گئے سب کی مغفرت فرما دیجئے اور جو موجود ہیں ان سب پر رحمتیں اور عافیتیں نازل فرما دیجئے اور جو آئندہ آنے والے ہیں ان کو بھی اور اہل کفر کو بھی ایمان عطا فرما دیجئے۔ اہلِ ایمان کو تقویٰ اور راحت کی زندگی عطا فرما دیجئے۔ یا اللہ! سارے عالم پر رحمت کی بارش فرما دیجئے، آمین۔

یا اللہ! جتنی بھلائیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ برس مکّہ میں اور دس سال مدینہ میں مانگی ہیں تمام بھلائیاں ہم سب کو عطا فرما دیجئے وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور پوری تئیس[۲۳] سال کی زندگی میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جن جن برائیوں اور فتنوں سے پناہ مانگی ہے اللہ ہم سب کو ان سے نجات اور پناہ نصیب فرما دیجئے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ،يَاحَيُّ يَاقَيُّوْمُ، اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ مَلِيْكٌ مُّقْتَدِرٌ مَّا تَشَآءُ مِنْ اَمْرٍ يَّكُوْنُ فَاَسْعِدْنَا فِي الدَّارَيْنِ وَكُنْ لَّنَا وَلَاتَكُنْ عَلَيْنَا وَانْصُرْنَا وَلَا تَنْصُرْ عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيْنَا وَاَعِذْنَا مِنْ هَمِّ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَآءِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ يَارَبِّ عَلٰى نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَئَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ